فون نمبر ۲۶۱۳۵ | ۷۸۶ | رجسٹرڈ نمبر ۱۷۷۶ ایل

حب الوطن من الایمان

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

ایڈیٹر: ڈاکٹر سید احمد علوی نسیم — قیمت فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے

سالانہ دوستی صرف چار روپیہ — للعمر

فی پرچہ ۱۸ نئے پیسے — ۰۱۸

ترسیل زر کا پتہ

۱۔ شمس علوی کاکوروی منیجر کاکوری اخبار ۲۳ امین آباد پارک لکھنؤ

۲۔ مبارک بک ڈپو بندر روڈ بمقابل ڈینسو ہال کراچی نمبر ۲

خبروں اور مضامین کے سلسلے میں جملہ خط و کتابت ایڈیٹر سے اور مالی و انتظامی امور میں منیجر سے کی جائے۔

جلد نمبر ۱ | یکم جون سنہ ۱۹۶۳ء مطابق ۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۳ھ | شمارہ نمبر ۱۹

چلے آنا

از شاعرِ پاکستان وحیدہ نسیم صاحبہ علویہ کاکوروی

طبیعت جب غمِ دنیا سے اکتا ئے چلے آنا
خیالِ بیکسی جب دل پہ چھا جائے چلے آنا
نہ چاہے دل تو مت آنا بلا میں لاکھ ہم تم کو
ہماری یاد لیکن جب تمہیں آئے چلے آنا
ملے جب منزلِ مقصود تو چاہے بھلا دینا
رہِ ہستی اگر مشکل نظر آئے چلے آنا
نہ کرنا یاد ہم کو جا کے ساحل کی فضاؤں میں
بھنور جب راہ میں حائل نظر آئے چلے آنا
شبِ تاریک غم میں ہم نفس کی جستجو کر کے
نگاہِ یاس جب دم تھک کے رہ جائے چلے آنا
کہیں نیرنگیوں میں دل جو لگ جائے تو رہ جانا
کسی صورت نہ جب رنگِ جہاں بہلے چلے آنا
نسیم صبحِ خنداں کا تبسم یاد مت کرنا
مژہ پر اشکِ غم جس وقت آ جائے چلے آنا

میرا وطن

از مظہر حبیب صاحب علوی

نام کاکوری ہے اس کا یہ چمن
بلبلانِ معرفت کا ہے وطن
مرتبہ اس کو ہے کنعاں کا نصیب
اس کے یوسف تھے شہ والا حبیب رح
اولیا کا یہ دفینہ ہند میں
ہے یہی چھوٹا مدینہ ہند میں
کاظمی تکیہ ہے ایوانِ علی ع
سایہ افگن اس پہ ہے لطفِ نبی ص
عرس کا منظر ہے بے حد دلفریب
روشنی اس کی ہے کیسی دیدہ زیب
اس کی ہر محفل ہے دربارِ علی ع
ہے یہاں بارش نبی کے فیض کی
ہے تمنا اب یہی مظہر حبیب!
کاش کاکوری کے جاگیں پھر نصیب

قلمی چہرا

چیئرمین ٹاؤن ایریا کاکوری

کتابی چہرا، کشادہ پیشانی، لمبی اونچی ناک، جو پیچ فرید ہے کہ ۔۔ اس پورے قصبہ کی ناک ہے۔ گندمی رنگ، بڑے بڑے کان، جن سے انھوں نے مخالفین کی وہ باتیں سُنیں جن کو سننے کے لئے انھیں کا سا دل گردہ ہو تو سُنی جا سکتی ہیں۔ روشن آنکھیں اور جسم توانا۔ حسب نسب کے اعتبار سے پٹھان ہیں۔ نام محمد کامل خاں اسم بامسمّیٰ ہیں! بڑے ذہین ملنسار، اور مرنجان مرنج قسم کے انسان واقع ہوئے ہیں ایک خاموش ورکر ہوتے ہوئے نام و نمود کی خواہش، اقتدار کی کشمکش سے خود کو کبھی آلودہ نہیں کیا۔۔ جب کاکوری کی عوامی زندگی میں ایک حرکت پیدا ہوئی اور قصبہ کی ناؤ ڈگمگاتے دیکھکر یہاں کے عوام نے ان کی صلاحیتوں کا اندازہ لگاتے ہوئے۔ پتوار آپ کو سونپ دی۔ تب سے اس عہدہ پر فائز ہیں۔ اور بڑی خوش اسلوبی سے اس ناؤ کو کھے رہے ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ؎

ظلمتِ شب میں نظر آئی کرن امید کی

تو کوئی مبالغہ/غلط بیانی نہ ہوگی۔ سچ مچ کاکوری کے عوام آپ کو امید بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور اس پانچسالہ دور میں جو کام آپ نے شروع کیا وہ ایک ایسے دور کا آغاز ہے جس کا انجام قصبہ کی دائمی ترقی و کامرانی ہے۔ اور جس طرح سے شروع کیا ہے اس کے مفید نتائج نکلے اور آئندہ نکلنے کی امید ہے۔ اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے! "شہر کا رے و ہر مردے"۔ اب تک اس کا وقت ہی نہ آیا تھا اور عطا بخشندہ نے یہ سعادت آپ ہی کو بخشی ہے۔ وہ یہ کام آپ ہی سے لینا چاہتا ہے اس امید کے ساتھ ہم سب کو اپنے دلوں کا درد آپ کے سامنے رکھنا چاہیے۔

میرا رونا نہیں رونا ہے یہ سارے گلستاں کا
وہ گل ہوں میں خزاں ہر گل کی ہے گویا خزاں میری

سب سے زیادہ خوشی اس بات پر ہے ۔۔ ایک اقلیتی قوم کا چیئرمین مستقبل کے لئے نیک فال اور ہمارے سیکولرزم کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کی طرف ایک ٹھوس قدم ہے۔ اس سے نہ صرف بھروسہ اور اعتماد پیدا ہوا بلکہ کانگریس کی ساکھ بھی قائم ہوگئی اور جو بد اعتمادی عوام میں دن بدن پیدا ہوتی جا رہی تھی اس لحاظ سے ان کا دور مفید ثابت ہوا۔۔ آپ کاکوری والوں کے لئے نئے نہیں ہیں ۔۔ اور کاکوری آپ کے لئے نئی نہیں ہے۔ آپ اہل کاکوری سے بھی واقف ہیں اور یہاں کے مسائل سے بھی۔

جہاں تک آپ سے وابستہ ذمہ داریوں کا تعلق ہے ان کو حتی المقدور تندہی، جانفشانی، دیانتداری اور کامیابی سے ادا کر رہے ہیں۔۔ اگر اعتراض برائے اعتراض کی بات ہو تو جو چاہے کہہ دیجئے ۔۔۔ ورنہ ۔ سچ تو یہ ہے! توقعات سے بلند اور کہیں زیادہ کامیاب ثابت ہوئے ۔ ہم ان تخریب پسند عناصر سے کہنا چاہتے ہیں کہ ۔۔ اُن کا عوامی شعور اتنا گھٹیا نہ ہونا چاہیے کہ رواداری کے بجائے ۔ دشمنی ۔ نفرت، کینہ پروری ۔۔ و فتنہ انگیزی اختیار کریں ۔۔ ورنہ ؎

تمھاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

آخر میں ان سطروں کا لکھنے والا ۔ کامل خاں صاحب سے توقعات قائم کرتا ہے کہ اسی طرح اپنی زندگی پورے انہماک سے وطن کی فلاح و بہبود میں گذار دیں گے۔

(خلیق احمد عباسی)

مراسلہ

مودبانہ تسلیمات!

اخبار برابر مل رہا ہے۔ اس بار ۲ اور ۳ شمارہ دیر سے موصول ہوا کیونکہ اسکول عیدالاضحیٰ کے سلسلے میں بند تھا۔ اور میں کشش وطن سے مجبور ہو کر سیر لکھنؤ و کاکوری میں مصروف تھا۔ میری ۲۵ سالہ زندگی میں یہ پہلی عید تھی جسے میں نے وطن میں پایا۔ فریضۂ عید مسجد آستانہ شریفیہ کاظمیہ میں ادا کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن بدقسمتی شریک حال تھی لہٰذا مجبوراً لکھنؤ کی پرانی عیدگاہ میں فریضہ ادا کیا۔

۱۱ ذی الحجہ کو اجتماع احباب وطن میں شرکت کی۔ داعی اجتماع کی تنظیم لائق تحسین تھی میں داعی اجتماع اور بزرگان وطن کا بے حد ممنون و مشکور ہوں کیونکہ انھوں نے مجھ دور افتادہ وطن کی جس قدر حوصلہ افزائی فرمائی اور احباب وطن نے میری جو عزت افزائی کی میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا۔ نتیجتاً شفقت بزرگانہ اور خلوص بے پایانہ کے گہرے نقوش دل پر لئے واپس ہوا۔ ۱۳ ذی الحجہ کو تکیہ سے کاکوری پہونچا۔ دھوپ بہت تیز تھی جس کے باعث گرمی کی تپش میں اضافہ ہو گیا تھا اس لئے تکیہ شریف پر جانے سے پہلے باؤلی جانا زیادہ مناسب سمجھا۔ راستہ بھر کھنڈرات کاکوری کو دیکھ دیکھ کر دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے در و دیوار اپنے بنانے والوں سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔۔۔

تم ہمیں بھول گئے ہو صاحب
ہم تمہیں یاد کیا کرتے ہیں

سنا تھا کہ کاکوری کسی زمانہ میں رشک جنت تھی لیکن آج۔۔۔ دریا باؤلی، امیر محل، کوٹھی، نصیر باغ کا رخ زیبا منظر دیکھ کر آنکھوں سے نہ رہا گیا اور بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔ سنہ ۵۸ء میں جب پہلی بار کاکوری گیا تھا اس وقت کاکوری کو اجڑا ہوا کہا جاتا تھا لیکن اس اجڑی ہوئی حالت میں بھی نصیر باغ پُربہار تھا۔ کوٹھی اپنے مکین سے داد تحسین حاصل کر رہی تھی۔ امیر محل میں شان محلات دوبالا تھی۔ باؤلی کے تہ خانے اپنی ٹھنڈک سے روح کو تازگی اور دماغ کو فرحت بخش رہے تھے۔ واحسرتا! یہ وہی جگہ ہے جہاں آج نصیر باغ کا نام و نشان تک نہیں۔ باؤلی ابابیلوں اور خفاشوں کا مسکن بن چکی ہے، داہنی بائیں لنگری اور نقشی شمعیں اپنی مدہم روشنی سے باؤلی کو روشن کئے ہیں۔ امیر محل بھی صرف ایک چراغ سحری کے دم سے روشن ہے کوٹھی اپنے مکینوں اور معماروں کے لئے گریہ کناں ہے۔ طائران خوش الحان گل ہائے علیہا فان کی نغمہ ریزی میں مصروف ہیں۔

۱۴ کو صبح دن تکیہ شریف پر حاضری کیلئے روانہ ہوا۔ پارٹنر نے راستہ کی راہبری کی۔ پریم کٹی، علوی لاج، پنجہ تلا، پھاٹک، تارڈ کر اور ڈپٹی صاحب کا گھر دیکھا۔ کہیں کہیں بزرگ ہستیوں سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا لیکن نام اور رشتہ سے ناواقف رہا۔ محل میں حاضری دی نصیب نہ ہو سکا۔ چونکہ وقت تھوڑا تھا۔ احاطہ تکیہ شریف میں اعزا کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے بعد بصد خلوص و نیاز چھوٹی بڑی درگاہوں پر حاضری دی۔ آخر میں سجادہ عالیہ کاظمیہ پر شرف قدمبوسی کیلئے گیا وقت کم تھا۔ زیادہ نہ رک سکا۔ رخصت ہو کر کاکوری کی حالت پر با چشم گریاں لکھنؤ روانہ ہوا۔ دو روز لکھنؤ میں اور ٹھہرنے کے بعد ۱۱ مئی ۷۳ء کی صبح دہلی پہونچ گیا لیکن کاکوری کی حالت دیکھ کر اتنا اثر ہوا تھا کہ اب تک طبیعت پر بحالی نہیں پاتا ہوں۔

۱۴ مئی ۷۳ء کو آپ کا شمارہ ملا۔ صفحۂ اول پر وحیدہ صاحبہ کی نظم "پردیس کی عید" بےحد پسند آئی۔ شانِ سخن ایک ایک شعر سے نمایاں ہے۔ میری طرف سے انھیں دلی مبارکباد، شاید وہ مجھکو بھول گئی ہوں۔ لیکن میرے بچپن اور ننگ آبادی سے مجھے سب کی اشکال اچھی طرح یاد ہیں۔

صفحۂ دوم پر آپ نے ادبا اور شعراء کو متوجہ کیا۔ لیکن عم محترم! ایسا کیوں؟ وہ حضرات جو اخبار میں مضامین اور غزلیں دینا اپنی توہین

سمجھتے ہیں۔ اپنے معیار کو اخباری معیار سے بلند تصور کرتے ہیں۔ انھیں التفات کیلئے کیوں توجہ دلائی جائے۔ دورانِ قیام لکھنؤ میں ایک صاحب نے برسبیل تذکرہ فرمایا کہ ہر انسان کا اپنا ایک معیار ہوتا ہے کاکوری اخبار اس معیار کا نہیں کہ اس میں غزلیں وغیرہ دی جائیں۔ ان کے اس جملے سے میرے دل پر اتنی شدید ضرب پہونچی کہ اس کی تکلیف میں اب تک محسوس کرتا ہوں۔

برادر محترم! یہ وہی کاکوری ہے جس کا مرثیہ ہر وقت آپ کی زبان پر ہے جس کی فضاؤں میں آپ کھیلے کودے، پل بڑھ کر جوان ہوئے جس کی خاک سے آپ نے بصارت حاصل کی۔ آج اسی کے نام سے نکلنے والا ایک اخبار کو آپ غیر معیاری قرار دیتے ہیں۔ آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اخبار کی رسوائی وطن کی رسوائی ہے اور وطن کی رسوائی آپ کی اپنی رسوائی ہے۔ اگر وہ غیر معیاری ہے تو آپ اس کو معیاری بنانے میں دلچسپی کیوں نہیں لیتے۔ اس کی ترقی کے لئے آپ کے قدم سب سے آگے کیوں نہیں اٹھتے۔ آپ الفاظ کی گرفت تو کر سکتے ہیں۔ اخبار کو غیر معیاری کہہ کر وطن اور بزرگانِ وطن کو ٹھیس پہنچا سکتے ہیں لیکن اس کی فلاح و بہبود کے لئے آپ ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکتے یہی ہے آپ کے اخلاق کا معیار؟؟؟

آپ کا اگر یہی حال رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک دن وہ آئیگا جب آپ اپنے نام کے ساتھ کاکوری لکھنا بھی اپنی توہین خیال کرینگے اور اگر معیار اتنا ہی بلند ہوتا رہا تو وہ دن بھی دور نہیں جب آپ بزرگانِ کاکوری کو بھی معیار سے کمتر تصور کریں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آنے والی نسلیں کاکوری اور بزرگانِ کاکوری کا نام قصہ کہانیوں میں بھی نہ پڑھ سکیں گے۔ کیونکہ ان کا نام لینے سے تو آپ کے وقار کو ٹھیس پہنچے گی۔ (جیسا کہ بقول آپ کے) آج ایک غیر معیاری اخبار پر آپ کا نام آجانے سے آپ کے معیار کی توہین ہوتی ہے۔ برادر محترم آپ اس غیر معیاری اخبار کی قدر کیا جانیں ؎

جو خود کبھی بے وطن رہا نہ ہو
دردِ وطن سے وہ ہوگا آشنا کیا

اس کی قدر آپ ان سے پوچھئے، گردشِ دوراں نے جن کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پیروں میں بیڑیاں ڈال رکھی ہیں جن کی آنکھیں، ماں باپ، بھائی بہن، اعزہ اقرباء اور احبابِ وطن کو دیکھنے کے لئے رات دن بے چین ہو کر آنسوؤں کے دریا بہاتی ہیں۔ جن کا دل ہر وقت وطن اور اہلِ وطن کی خیریت کا خواہاں رہتا ہے لیکن آپ کے اخلاق کا معیار یہ ہے کہ آپ ان کو ۲ پیسے کے پوسٹ کارڈ سے بھی نہیں پوچھ سکتے۔ صرف اس لئے کہ آپ کے اور ان کے درمیان غریبی اور امیری کی بہت بڑی خلیج حائل ہے۔

عم محترم! نہیں نہیں بلکہ محترم ایڈیٹر صاحب! آپ نے کاکوری اخبار کو دوبارہ جاری فرما کر عزم و استقلال، محبت، جفاکشی، فیاضی، نیک نیتی، پُرخلوص ہمدردی اور وطن دوستی کی وہ زندہ مثال پیش کی ہے جو آج ہم نوجوانانِ وطن میں سے ایک بھی پیش نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ صرف دلی ہمدردی ہی نہیں بلکہ درمے، سخنے، قدمے ہر ممکن طریقے سے کاکوری اخبار کی زندگی کیلئے میرا تعاون آپ کے ساتھ ہے لیکن اخبار کی زندگی اور ترقی کا دارومدار آپ ہی پر موقوف ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسی استقلال کے ساتھ اخبار کو کمال کی بلندیوں تک پہونچا دیں گے۔ ترقی آپ کے قدم چومے گی۔

اچھا اب اجازت دیجئے۔ میں لکھنا تو کچھ بھی نہ چاہتا تھا مگر "نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پروا" کا خیال کرتے ہوئے قلم از خود بے باک ہو گیا۔ جس کے لئے معذرت خواہ ہوں ؎

"بک گیا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ"

چند غزلیں ارسالِ خدمت ہیں اگر اشاعت کے قابل ہوں تو ممنون و مشکور عطا فرمائیگا۔

(آپ کا مخلص) افتخار وطنی - ۱۵ مئی ۶۳ء

انتخاب اودھ پنچ

۱۸۸۵ء

لاکھ انکار کیا ایک نہ مانی میری
پر چلی باتوں ہی باتوں میں کہانی میری

حضرت ایڈیٹر صاحب ادھر دیکھئے، حضور تشریف لاتے ہیں۔ آہا کہاں سے۔ مدت کے بعد نظر پڑے، تمہاری تلاش میں تو بانسوں میں کھوئیں ڈالدئیے ــــ مگر تم کہاں؟

اجی کیا کہیں رمضان علیہ السلام یہاں میں کہیں آنے جانے کو دل نہیں چاہتا مکان پر منہ میں گھنگھیاں بھرے بیٹھے رہتے ہیں۔ کسی کام کو طبیعت نہیں چاہتی اور کہیں کیسے بیٹھے بندوں کے سوا کچھ کوئی چیز دنیا کی پسند ہی نہیں آتی۔

واہ یہ تو تم نے خوب کہی کوئی چیز تو ضرور پسند ہوگی، ارے صاحب آپ سے کہہ چکا ہوں کہ رمضان میں کوئی چیز پسند نہیں، ہنسی میں تو یہ نہ مانوں گا، تم دل لگی میں کہتے ہو، یہ بات تم سے تو ایسی ہے جیسے اس ہفتہ میں فیض آبادی ایلی کی غزل۔ بلکہ بیکار بے معنی، پوچ پچر۔ حسل دو سطر کا مضمون اس میں سوال و جواب بھی موجود۔

اچھا تو کسی توندوالے کشمیری کے سر کی قسم میں سچ کہتا ہوں کہ بیکاری پسند ہے، یہ کچھ نہیں، مجھے تو تم باتوں میں اڑاتے ہو، میں انکار کرتا جاتا ہوں تم مانتے ہی نہیں، میں نہ مانوں گا پسند تو کوئی چیز ہوگی۔

اگر میں یہ جانتا کہ آپ مجھے اتنا دق کریں گے تو میں ہرگز نہ آتا اب تو یہ ہے توبہ اور یہ علیحدہ بالائے طاق کہنے کیا چیز پسند ہے کچھ بھی نہیں۔

جھلّا کر بندہ آپ کی توبہ تلا کچھ بھی نہیں سنے گا۔ یہ تو خوب بات میں انکار کرتا جاتا ہوں، آپ نہیں مانتے ہاں روزہ داروں کی پسند کہئے کچھ سناؤں۔

اچھا وہی سنائیے۔

کان لگاکر چپکے سے سن لیجئے۔

روزہ داروں کی پسند:۔

ظروف میں	نان (رنان)
پیشوں میں	نانبائی (رنان)
اقربا میں	نانی
شہروں میں	نانپارہ
خدا کے ناموں میں	حنان و منان
آلات حرب میں	سنان
ہندوؤں کے ناموں میں	علانان

واہ روزہ میں تو تشنگی غالب ہوتی ہے اس کی رعایت سے کوئی چیز پسند نہیں، اچھا وہ بھی سن لیجئے۔

علاجوں میں	جلاب
کھانوں میں	کباب
نشئی اشیاء میں	شراب
کرات میں	سیماب
جانوروں میں	مرغابی
سیاروں میں	آفتاب و مہتاب
ظروف میں	آفتابہ
دریا میں	حباب

اب رہنے دیجئے جاتا ہوں پھر کبھی حاضر ہوں گا۔ (راقم تفتہ جگر) آپ کیا سمجھے یہ وہ تفتہ جگر ہیں جو لکھنؤ کیننگ کالج میں ۲۰۔۲۵ سال کے سن میں پڑھا کرتے تھے وہی تفتہ جگر سنہ ۱۹۲۷ء میں نور الحسن نیر مؤلف نور اللغات ہوئے لیکن دنیا تفتہ جگر کے نام سے ان کو نہیں جانتی یہ تفتہ جگری ان کے بھائی حضرت بزرگ (ربی) کی خستہ جگری دیکھکر پیدا ہوئی جو تفصیل سے کسی صحبت میں بیان کی جائے گی۔ انشاء اللہ۔ (طاہر محسن علوی) نور اللغات آسی کاکوروی۔

حالاتِ وطن

موسم :۔ بہت خراب رہا۔ خسرہ کا زور ابھی کم نہیں ہوا بچے نمونیہ اور پلورسی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ دن کی گرمی رات کی ٹھنڈک زور و بخار میں زیادہ لوگوں کو مبتلا کر رہی ہے۔ شادیوں کی کثرت کی وجہ سے لوگ بدہضمیوں کا بھی شکار ہو رہے ہیں۔

علالتیں

خان بہادر نظام الدین صاحب۔ ہفتہ عشرہ سے زیادہ ہو رہا ہے کہ موصوف کی تکالیف شدائد اختیار کرتی جا رہی ہیں۔ اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو رہا۔ شروع میں معدہ کی خرابی تصور کیا جاتا رہا ڈاکٹر کو رجوع کیا گیا تو خاص فائدہ معلوم نہ ہوا۔ پھر حکیم مرزا شکور بیگ صاحب کا شربہ لیا گیا، اس سے بھی نمایاں فائدہ نہ ہوا۔ پیٹ میں درد، اپھار زیادہ بڑھا۔ بھوک محسوس کرتے ہیں مگر کوئی چیز معدہ قبول نہیں کرتا نیند مطلق نہیں آتی۔ کمزوری و نقاہت بدرجۂ اتم بڑھ رہی ہے۔ فی الحال ڈاکٹر معز الدین حسین صاحب معالج ہیں۔ موصوف کو ابھی کوئی خاص فرق نظر نہیں آ رہا ہے۔ زیادہ پریشانی کی موصوف کی وہ غنودگی ہے جو وقتاً فوقتاً ہو جایا کرتی ہے چونکہ قلبی مریض بھی ہیں اس لئے اس طرح کا وقتی ڈپریشن قابلِ غور ہے۔ باری تعالیٰ صحت کاملہ عنایت فرمائے۔

قاضی اسرار علی صاحب عباسی۔ لکھنؤ کی ایک تحریر سے قاضی صاحب موصوف کی علالت کی خبر ملی۔ موسم گرما کی تعطیل گذارنے کے لئے وطن کی تیاری کر رہے تھے کہ دفعتاً ٹائیفائڈ کا شدید حملہ ہو گیا جس کی وجہ سے زیادہ کمزور ہو گئے اس سے قبل پندرہ روز تک ٹائیفائڈ میں مبتلا رہ چکے تھے ابھی ہفتہ عشرہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ دوبارہ حملہ ہو گیا۔ علاج ڈاکٹری ہو رہا ہے۔ خدا صحت کلی عنایت فرمائے۔

فیض صاحبزادہ صادق حسن صاحب علوی۔ یہ صغیر سن بچہ آج چار پانچ دن سے شدید بخار میں پڑا ہوا تھا پرسوں اس کے خسرہ دکھائی دی جو کثرت سے ابھری ہے بخار میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ مقامی ڈاکٹر صاحب سے رجوع کیا گیا ہے۔ باری تعالیٰ اچھا کر دے۔ آمین۔

رخشاں صاحبزادی نصیر الدین حسین صاحب علوی۔ —— ایک خبر یہ بتایا گیا ہے کہ بچی کی نشت پر شانے سے ملا ہوا ایک پھوڑا دانہ نکل آیا تھا مگر بڑھتے بڑھتے وہ پھوڑا بن گیا۔ تین چار دن شدید تکلیف دے چکنے کے بعد وہ پھوٹ گیا ہے مگر ہنوز بچی تکلیف میں ہے۔ خدا جلد صحت دے۔

انیس احمد صاحب عباسی ایڈیٹر صاحب حقیقت لکھنؤ اپنے دو روزہ دہلی کے واپسی کے بعد شدید انفلوئنزا میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ نزلہ کا سخت حملہ آنکھوں پر ہوا ہے جس کی وجہ سے تقریباً خانہ نشین ہو گئے ہیں۔ کھانسی کی شدت کا یہ عالم ہے کہ جب دورہ پڑتا ہے تو گھنٹہ سوا گھنٹہ مسلسل کھانسی آتی رہتی ہے آنکھوں کی تکلیف زیادہ مشکل ہے۔ ڈاکٹر عظیم صاحب معالج ہیں۔ مرض میں کچھ معمولی سی کمی معلوم ہوتی ہے۔ خدا جلد سے جلد صحت عطا فرمائے۔

آتشبازی سے آگ لگ گئی۔

دو ہلاک متعدد شدید مجروح ایک کی حالت نازک

قصبہ کاکوری کے مشہور آتش باز عبد اللہ کے یہاں وصی ساک کے سلسلے میں آتش بازی تیار کی گئی تھی جو گھر پر رکھی ہوئی تھی اس میں یکا یک آگ لگ گئی۔ خود عبد اللہ اور ان کی بیوی اتفاقی وقت سے موجود نہ تھے ان کے دونوں لڑکے حبیب اللہ، وصی اللہ اور معصوم بچے اور عورتیں موجود تھیں۔ آگ اتنی شدید تھی کہ اس پر قابو نہ پایا جا سکا۔ حبیب اللہ جلا تو ضرور کافی مگر خطرناک نہیں جیسا کہ وصی اللہ جو اس وقت بچایا نہیں جا تا۔ اسپتال میں داخل کر دیا گیا تھا —— خبریں مل رہی ہیں وہ نازک تر حالت بنا رہی ہیں۔

حبیب اللہ کا ایک شیر خوار بچہ تو دو چار گھنٹے کے اندر ہی ختم ہو گیا

ایک سات آٹھ برس کی لڑکی بھی زخموں کی تاب نہ لاکر اسپتال ہی میں ختم ہوگئی۔

عورتیں جن کو خفیف جراحتیں ہوئی تھیں گھر پر ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اور سبھی کو صحت یاب کر دے۔ دو سال پہلے کر ایک لڑکا اسی طرح ختم ہو چکا ہے۔ اس حادثہ سے ماں باپ کی جو کیفیت ہو کم ہے۔

تقرری: حیدرآباد کی ایک تحریر سے یہ معلوم کرکے دلی مسرت ہوئی کہ خالد مشیر الزماں پسر حاجی مشیر الزماں صاحب کا تقرر جونیر انجینیرنگ کے عہدہ پر ہوگیا ہے اللہ مبارک کرے۔ اسی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ۷ارمئی کو جناب حاجی مشیر الزماں صاحب کی صحتیابی کے سلسلے میں تمام اعزا و اقربا کے بے حد اصرار پر بیگم مشیر الزماں صاحب کی طرف سے ایک محفل میلاد شریف منعقد ہوئی۔ جس میں جملہ اعزا اور دوست خواتین نے شرکت کی بعد میلاد شریف مہمانوں کی چائے و ناشتہ سے تواضع کی گئی بعد تقریب مہمان بیویوں کے بے حد اصرار پر مشیر الزماں صاحب بیگم مشیر الزماں صاحب اور خالد سلمہ کی گل پوشی کی گئی۔ یہ دلچسپ محفل قریب رات کے گیارہ ساڑھے گیارہ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

محمد سعید خاں صاحب۔ ۱۹رمئی کی اطلاع ہے کہ موصوف آج دہلی سے ڈینٹیسٹری سرجن کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے امریکہ بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوگئے باری تعالیٰ کامیاب واپس لائے۔ موصوف غفار خاں صاحب کے صاحبزادہ ہیں گذشتہ سال کامیابی کے بعد غالباً جونپور میں تقرری ہوئی تھی۔ اپنے ذاتی خواہش اور کوشش پر امریکہ گئے ہیں۔

محفل میلاد شریف۔ حسب معمول امسال بھی تفضل حسین صاحب کباڈنڈ کے یہاں ۷ارمئی کو محفل میلاد شریف کا انتظام کیا گیا تھا۔ قاری محمد صدیق صاحب نے سیرت رسول پاک پر تقریر فرمائی۔ موصوف کے جملہ اعزہ قریب اور احباب لکھنؤ کے مدعو تھے انتظام حوصلے سے کیا گیا تھا مگر بوقت بارش نے مجمع کو درہم برہم کر دیا۔ آخر میں شیرینی تقسیم کی گئی چونکہ ۷ارمئی کو بارش کی وجہ سے مجمع میں گڑبڑ ہوگیا تھا لہذا ۲۳رمئی کی شب میں دوبارہ محفل میلاد منعقد کی گئی۔ موسم صاف تھا۔ لہذا مجمع کافی رہا۔ قاری صاحب ہی نے سیرت پاک پر تقریر فرمائی۔

تقریب شادی۔ مقامی ڈاکٹر بھگونت دیال سرویواستوا کی منجھلی بیٹی جوت سری کی شادی ۱۸رمئی سنہ ۶۳ء کو دشنو کماری تیواری اسسٹنٹ اسٹیٹسٹکس آفیسر دہلی پسر کشن کشور تیواری ایڈووکیٹ بلندہ فتحپور ہسوہ کے ساتھ بحسن و خوبی سرانجام پائی۔ بارات تین دن ٹھری ۱۸رمئی کو رات میں قریب ساڑھے دس پہونچی۔ مراسم زیادہ گھر پر اور کچھ رسوم گرلس اسکول میں انجام پائے ڈاکٹر صاحب موصوف نے انتظام بہت فراخدلی سے کیا۔ مضافات کاکوری، اناؤ، اور کانپور کے اعزا و احباب بہت بڑی تعداد میں مدعو تھے۔ مجمع بہت کافی تھا۔ ۲۰ تاریخ کو قریب ساڑھے گیارہ بجے لڑکی رخصت ہوئی۔ ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کو اس فرض سے سبکدوشی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ قابل ستائش ہیں وہ کارکنان جنھوں نے کوئی بدعنوانی اس دوران میں نہ پیدا ہونے دی۔

پاکستان میں تقریب

آج ۲۵رمئی کو ایک پر مسرت دعوت نامہ پاکستان سے وصول ہوا ہے یہ معلوم کرکے دلی مسرت حاصل ہوئی کہ عزیزی صغیر احمد سلمہ پسر حافظ نصیر احمد صاحب علوی کی شادی خانہ آبادی جمال فاطمہ علویہ دختر احسن مجتبیٰ صاحب علوی کے ساتھ ۲۲رمئی سنہ ۶۳ء کو کراچی پاکستان میں سرانجام پاگئی۔ اللہ مبارک کرے۔ آمین۔

تفاصیل کا انتظار ہے۔ ہم جملہ متعلقین کو اس تقریب پر تہنیت مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ خصوصاً حافظ نصیر احمد صاحب علوی، بشیر احمد صاحب علوی۔ احسن مجتبیٰ صاحب علوی اور بیگم احسن مجتبیٰ صاحب علوی کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

نتائجِ امتحانات

قاضی آفاق حسن صاحبزادہ قاضی فاروق حسن صاحب ایم۔ ایس سی پریویس

نہال محفوظ علوی صاحبزادہ طاہر حسن صاحب علوی بی۔ ایڈ۔ بی

شہیرالدین علوی صاحبزادہ عزت الدین صاحب علوی بی ایس سی انجنیئرنگ

(قیصر صاحب کے امتحان میں کامیاب)

ضیاء الدین احمد کرمانی صاحبزادہ شرف الدین صاحب کرمانی بی ایس سی فائنل

اخلاص علوی صاحبزادہ طاہر حسن صاحب درجہ ششم سے کامیاب ہوئے۔

ندرت کرمانیہ صاحبزادی شرف الدین صاحب ،، ،، ،، ہوئیں

جلیس فاطمہ صاحبزادی خواجہ عزیز اللہ صاحب مرحوم ،، ہفتم ،، ،، ،،

تسنیم فاخرہ ،، مرتضیٰ علی صاحب عباسی ،، ششم ،، ،، ،،

جلیس فاطمہ ،، منشی عزیز علی صاحب عباسی ،، ششم ،، ،، ،،

سلطانہ لطیف ،، لطیف حسن صاحب مرحوم ،، ششم ،، ،، ،،

نسیم فاطمہ ،، حکیم اجتبیٰ علی صاحب ،، ششم ،، ،، ،،

حسن حیدر صاحبزادہ فاروق حسن صاحب ،، ششم ،، ،، ہوئے

مظہر حبیب ،، حبیب احمد صاحب ،، ششم ،، ،، ،،

احسن ،، مرتضیٰ علی صاحب عباسی ،، پنجم ،، ،، ،،

حسام الدین ،، ضیاء الحسن صاحب نجوری ،، چہارم ،، ،، ،،

پروین صاحبزادی ،، ،، ،، ،، ہشتم ،، ،، ہوئیں

صفیہ ناہید نجم سلطنیہ صاحبہ ،، انجم حسن کاکوروی ،، ہشتم ،، ،، ،،

عارفہ علویہ ڈاکٹر شفیق احمد صاحب علوی ہفتم

[illegible]

والدہ امام عیدگاہ لکھنؤ کا انتقال پرملال

لکھنؤ ،، ،،۔ لکھنؤ کی عیدگاہ کے امام عالیجناب ابوالطیب احمد میاں صاحب فرنگی محلی کی والدہ کا انتقال بروز جمعہ ہو گیا۔ کاکوری میں یہ خبر بذریعہ تار ملی۔ باوجود ترجیح خاصہ ہو رہا تھا پھر بھی مجمع قیام گاہ اور عیدگاہ دونوں جگہ بہت کافی تھا۔

مرحومہ انتہائی پرشفقت اور بزرگ شخصیت کی مالک تھیں ہیں

اس جانکاہ حادثہ میں احمد میاں صاحب اور جناب محمد میاں صاحب اور جملہ صاحبزادیوں سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عنایت فرمائے۔

بزرگوں کے اقوال

احسان احمد علوی۔ کراچی

اعتدال: ایک ڈور ہے جس میں تمام نیکیاں پروئی جاتی ہیں۔

زبان: زبان میں کوئی ہڈی نہیں ہے اس پر بھی یہ کچل ڈالتی ہے۔

انسان: انسان اپنے آپ کو خراب صحبتوں اور گندی کلبوں میں خواہ کتنا ہی خراب کرے مگر نیکی کی فضیلت اس کے ذہن میں ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

شریر: شریر اگر پاؤں پر آ گرے تو بھی کانٹے کی طرح خلش ضرور پیدا کرے گا۔

جھوٹ: جھوٹ اور فریب سے جو فائدہ یا آرام ملتا ہے وہ تو جلد ہو چکتا ہے مگر اس کا نقصان ہمیشہ اٹھانا پڑتا ہے۔

بدی: بدی کرنے والا اگر اپنے کئے پر پشیمان نہیں ہوتا تو اُسے یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بدی کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔

گناہ: گناہ کی ابتدا میں ایسی شیرینی نہیں ہوتی جیسی اس کی انتہا میں تلخی ہے۔

شریف: شریف کی پہلی شرافت شریفانہ گفتگو ہے۔ بات چیت میں سختی یا بدزبانی سے کام لینا ہرگز شرافت نہیں ہے

اکیلا علم: ایک بے علم نیک چلن انسان کی انسانیت سے گرے ہوئے عالم فاضلوں سے بدرجہا بہتر ہے۔

انسان: انسان بوقت دسترس مبتلائے گناہ اور بوقت عطلی مبتلائے آہ ہوتا ہے۔

سید احمد علوی پرنٹر و پبلشر نے سرفراز قومی پریس میں چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار پریم گنج کاکوری ضلع لکھنؤ سے شائع کیا۔